جہانِ تازہ

ف۔ر۔ی

اِک ''کھوجی'' جو کھو گیا.....!

اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ جو بھی اس جہانِ رنگ و بو میں آیا ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کریم سے وہ محدود ایام زندگی مستعار لے کر آتا ہے۔ جب وہ مدت پوری ہو جاتی ہے تو بغیر تاخیر کیے بلا چوں و چرا اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی میں حاضر ہو جاتا ہے۔ ''لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون'' جانے والے کو اس سے کوئی غرض اور علاقہ نہیں ہوتا کہ میرے جانے کے بعد کیا کمی واقع آئے گی یا میرے پسماندگان کن محرومیوں کا شکار ہوں گے۔ اسے تو بس اس دنیا کو چھوڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کی توحید، وحدانیت، کبریائی اور قدرت کاملہ کی دلیل بننا ہوتا ہے کہ ''ان اللہ علی کل شیء قدیر'' اور یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ''فعال لما یرید''۔

اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے وہ کر گزرتا ہے۔ کسی کی قوت، طاقت، اقتدار و اختیار یا بے بسی و لاچاری، لواحقین کی محرومیاں اللہ کریم کے فیصلوں کے نفاذ میں حائل نہیں ہو سکتیں۔ ہر انسان کی زندگی اُس کی موت کی تمہید ہوتی ہے۔ لیکن بعض لوگ اس قدر عظیم اور جلیل القدر ہوتے ہیں کہ ان کا جانا کئی لوگوں کی زندگی کا چین و سکون، راحت و آرام اور حیات مستعار کا لطف چھین لیتا ہے۔ انہی مقتدر شخصیات میں سے میرے مشفق، محسن، مربی مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی نمایاں ہے۔ مولانا مرحوم سے غائبانہ تعارف تو ان کی اولین کتب ''مقلدین ائمہ کی عدالت میں'' اور ''ضرب شدید علی اھل التقلید'' پڑھ کر تھا ہی، لیکن ان سے ملاقات ۱۹۹۰ء میں دار العلوم رحمانیہ فاروق آباد میں ہوئی۔ دار العلوم رحمانیہ چونکہ میری مادر علمی بھی ہے، اس لیے اس سے شغف ایک فطری عمل ہے۔ جب مولانا گوندلوی مرحوم فاروق آباد میں تشریف لائے تو راقم ان دنوں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں تحصیل علم میں مصروف تھا۔ مولانا گوندلوی مرحوم کے دار العلوم رحمانیہ میں تشریف لانے کی بہت خوشی ہوئی۔ چنانچہ ان سے ملاقات کے لیے حاضر خدمت ہوا۔ مولانا سے علمی، اصلاحی اور تربیتی گفتگو سن کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر اس کے بعد ملاقاتوں کا ایک سلسلہ چل نکلا۔ کیونکہ میرا آبائی گاؤں جید چک نمبر 16 منڈی فاروق آباد کے قریب ہی تھا۔ جب بھی گوجرانوالہ سے گھر آتا تو مرحوم کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا اور ان کے ناصحانہ مشوروں